جاء الحق
وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا
مصنف
حکیم الامت
مفتی احمد یار خان نعیمی
مکتبہ اسلامیہ

وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ و شاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمی بہ

جاء الحق وزهق الباطل

المعروف فیصلہ مسائل

اضافاتِ جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانے کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کیا گیا ہے

مصنف حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

حصہ اوّل

ناشر

مکتبہ اسلامیہ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	جاء الحق وزهق الباطل
مصنف	....	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
کمپوزنگ	....	شعبہ نشر و اشاعت جامعہ غوثیہ نعیمیہ ڈگری کالج، گجرات
پرنٹرز	....	پیر بھائی پرنٹرز
ناشر	....	مکتبہ اسلامیہ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور
قیمت	....	

ملنے کے پتے

مکتبہ اسلامیہ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور ☆ احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی

☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل، کراچی ☆ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ، ساہیوال

کرتے کرتے پانچ رکھیں۔ آخر کیوں۔ اسی لیے کہ مخلوق جانے کہ نماز پچاس کی پانچ رہیں۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی مدد شامل ہے۔ یعنی اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں رہا مشرکین کا اپنے بتوں سے مدد مانگنا یہ بالکل شرک ہے دو وجہ سے۔ اولاً تو اس لیے کہ وہ ان بتوں میں خدائی اثر اور ان کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے ہیں۔ اس لیے ان کو الٰہ یا شرکاء کہتے ہیں یعنی ان بتوں کو اللہ کا بندہ اور پھر الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی اللہ کا بندہ ہونے کے ساتھ اِبْنُ اللّٰهِ یا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ یا عَيْنُ اللّٰهِ مانتے ہیں۔ مومن ان اولیاء و انبیاء کو محض بندہ ہی مان کر ان کو اس طرح کا حاجت روا مانتے ہیں۔ جیسے اہل دیوبند مالداروں کو مدرسہ کا معاون و مددگار یا طبیب و حاکم کو مختار حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ بتوں کو رب تعالیٰ نے یہ اختیارات نہ دیئے وہ اپنی طرف سے ان کو اپنا مختار مان کر ان سے مدد وغیرہ طلب کرتے ہیں لہٰذا وہ مجرم بھی ہیں اور اللہ کے باغی بندے بھی۔ جس کی بہترین مثال ابھی ہم دے چکے ہیں اس فرق کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے ملحوظ رکھ کر فیصلہ فرمایا بلا تشبیہ ایک بت پرست پتھر کی طرف سجدہ کرتا ہے مشرک ہے کہ اس کا فعل اپنی ایجاد سے ہے اور مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہاں بھی پتھر ہی کی عمارت ہے مگر مشرک نہیں کیونکہ اسکا سجدہ حقیقت میں خدا کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور حکم الٰہی سے ہے مشرک کا سجدہ خلاف حکم الٰہی پتھر کو ہے یہ فرق ضروری ہے۔ گنگا کے پانی کی تعظیم کرنا کفر ہے مگر آب زمزم کی تعظیم ایمان۔ مندر کے پتھر کی تعظیم شرک ہے مگر مقام ابراہیم کی تعظیم ایمان حالانکہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔

بابُ نمبر 2

استمداد اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اس مسئلہ پر مخالفین کے چند مشہور اعتراضات ہیں وہ ہی ہر جگہ بیان کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1

مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

لَآ اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا

''میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔''

جب آپ سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی مدد نہ ہو سکی تو دوسروں کی کیا ہو گی؟

جواب

یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا۔ دیکھو پسر نوح یہاں اسی لیے من اللہ فرمایا۔ مسلمانوں کو حضور ہر جگہ امداد فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (پارہ ۲۵ سورۃ ۴۳ آیت ۶۷) پرہیزگاروں کے سوا سارے دوست قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ حضور علیہ السلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے گرتوں کو سنبھالیں گے۔ شامی باب غسل المیت میں ہے کہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے نسب اور رشتہ کے۔ واقعی دیوبندیوں کی حضور مدد نہ فرمائیں گے۔ ہم چونکہ بحمدہٖ تعالیٰ مسلمان ہیں ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔

اعتراض نمبر 2

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (پارہ ۱ سورۃ ۱ آیت ۴)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا سے ہی خاص ہے جب غیر خدا کی عبادت شرک تو غیر خدا کی استمداد بھی شرک

جواب

اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے جیسے کہ قرآن میں ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (پارہ ۷ سورۃ ۶ آیت ۵۷) نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔ یا فرمایا گیا لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں۔ پھر ہم حکام کو حکم بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔ یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت' مگر بندوں کے لیے بہ عطائے الٰہی۔

نیز یہ بتاؤ کے عبادت اور مدد مانگنے میں کیا تعلق ہے؟ کہ اس آیت میں ان دونوں کو جمع کیا گیا۔ تعلق یہ ہی ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت ہی کی ایک شاخ ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں کہ ''کالی مائی تیری دہائی'' وغیرہ اس لیے ان دونوں کو جمع کیا گیا۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نہ قرآن کے ماننے والے اور نہ خود مخالفین۔ ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لیے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے دائی کی مدد سے پیدا ہوئے ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ استاد کی مدد سے علم سیکھا۔ مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ پھر غسال اور درزی کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا۔ گورکن کی مدد سے قبر کھدی مسلمانوں کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے پھر اہل قرابت کی مدد سے بعد میں ایصال ثواب ہوا۔ پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے اس آیت میں کوئی قید نہیں ہے کہ کس سے مدد اور کس وقت۔

اعتراض نمبر 3

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (پارہ ۱ سورۃ ۲ آیت ۱۰۷)

''معلوم ہوا کہ رب کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی مددگار۔''

جواب

یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ ولی من دون اللہ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار مان رکھا تھا یعنی بت و شیاطین' ولی اللہ وہ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا۔ جیسے انبیاء و اولیاء اللہ۔ وائسرائے لندن سے حکومت کرنے کے لیے منتخب ہو کر آتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو خود ساختہ حاکم مان لے وہ مجرم ہے۔ سلطانی حکام کو مانو' خود ساختہ حاکموں سے بچو۔ ایسے ہی ربانی حکام سے مدد لو گھریلو ناصرین سے بچو۔ موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی (پارہ ۱۶ سورہ ۲۰ آیت ۲۴)

''فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے۔''

آپ نے عرض کیا:

وَجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی۔ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ۔ (پارہ ۱۶ سورہ ۲۰ آیت ۲۹ تا ۳۱)

''مولیٰ حضرت ہارون کو میرا وزیر بنا دے جس سے میرے بازو کو قوت ہو۔''

اعتراض نمبر 4

درمختار باب المرتدین کرامات اولیاء میں ہے کہ قول شَیْئًا لِلّٰہِ قِیْلَ یَکْفُرُہٗ معلوم ہوا کہ یَا عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کہنا کفر ہے

جواب

یہاں شیئاً للہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی کے لیے کچھ دو۔ رب تعالیٰ تمہارا محتاج ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ یتیم کے لیے کچھ دو۔ یہ معنی واقعی کفر ہیں۔ اس کی شرح میں شامی نے فرمایا اَمَّا اِنْ قَصَدَ الْمَعْنٰی الصَّحِیْحِ فَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ یعنی اگر اس سے صحیح معنی کی نیت کی کہ اللہ کے لیے مجھے کچھ دو یہ جائز ہے اور ہمارے نزدیک شیأً للہ کا یہ ہی مطلب ہے۔

اعتراض نمبر 5

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے!

جواب

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے

توسل کر نہیں سکتے خدا سے — اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

اعتراض نمبر 6

خدا کے بندے ہو کر غیر کے پاس کیوں جائیں؟ ہم اس کے بندے ہیں چاہیئے کہ اسی سے حاجتیں مانگیں (تقویۃ الایمان)

جواب

ہم خدا کے بندے خدا کے حکم سے خدا کے بندوں کے پاس جاتے ہیں قرآن بھیج رہا ہے دیکھو گذشتہ تقریر اور خدا نے بندوں کو اسی لیے دنیا

میں بھیجا ہے۔

حاکم حکیم دارو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں مر دو د یہ مراد کس آیت خبر کی ہے!

اعتراض نمبر 7

قرآن کریم نے کفار کا کفریہ بیان کیا ہے کہ وہ بتوں سے مدد مانگتے ہیں۔وہ بتوں سے مدد مانگ کر مشرک ہوئے اور تم اولیاء سے۔

جواب

اور تم بھی مشرک ہوئے اغنیاء پولیس اور حاکم سے مدد مانگ کر'یہ فرق ہم اپنی عقلی تقریر میں بیان کر چکے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا (پارہ ۵سورۃ ۴ آیت ۵۲)

''جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔''

مومن پر خدا کی رحمت ہے اس لیے رب تعالیٰ نے بہت مددگار بنائے۔

اعتراض نمبر 8

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے آگ میں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام کے پوچھنے پر بھی ان سے مدد نہ مانگی۔ بلکہ فرمایا کہ اے جبریل علیہ السلام تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا جائز ہوتا تو ایسی شدت میں خلیل اللہ جبریل علیہ السلام سے کیوں مدد نہ طلب کرتے۔

جواب

یہ وقت امتحان تھا اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ سے نکالنا رب کو ناپسند ہوگا۔اسی لیے خلیل اللہ نے اس وقت خدا سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا کہ اے جبریل علیہ السلام تم سے کچھ حاجت نہیں اور جس سے ہے وہ خود جانتا ہے جیسے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی مگر اس مصیبت کے دفع ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی نہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے۔

اعتراض نمبر 9

زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں۔کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں۔لہٰذا یہ شرک ہے۔

جواب

قرآن میں ہے وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (پارہ ا سورۃ ا آیت ۴) ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں۔کیا زندہ کی عبادت جائز ہے مردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی استمداد بھی مطلقاً شرک ہونی چاہیے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے ڈھائی ہزار برس بعد امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ نمازیں کرادیں۔رب تعالیٰ جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کے لیے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے

پانچ مقرر فرمائیں استمداد کے منکرین کو چاہیئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں۔ کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔

نیز قرآن تو فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پارہ ۲ سورۃ ۲ آیت ۱۵۴)

"جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم احساس نہیں کرتے۔"

جب یہ زندہ ہوئے تو ان کی مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جاویں گے۔ مگر یہ بلا وجہ زیادتی ہے اس لیے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے جو حضرات عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں (روح البیان) اسی لیے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے، جل جاوے، طاعون میں مرے، عورت زچگی کی حالت میں مرے۔ طالب علم مسافر وغیرہ سب شہید ہیں نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں باقی سب مردے تو نبی کریم علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آوے گا۔ حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت بحیات کامل زندہ ہیں۔ نیز زندہ اور مردے سے مدد مانگنے کی تحقیق بہ ثبوت استمداد کر چکے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد لی جاسکتی ہے بعد موت بھی اس سے مدد مانگی جاوے اور اس کی کچھ تحقیق بوسہ تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر صاوی آخر سورۃ قصص وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ (پارہ ۲۰ سورۃ ۲۸ آیت ۸۸) کی تفسیر میں ہے

فَحِیْنَئِذٍ فَلَیْسَ فِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَا زَعَمَہُ الْخَوَارِجُ مِنْ اَنَّ الطَّلَبَ مِنَ الْغَیْرِ حَیًّا وَ مَیِّتًا شِرْکٌ فَاِنَّہٗ جَھْلٌ مُّرَکَّبٌ لِاَنَّ سُوَالَ الْغَیْرِ مِنْ اِجْرَاءِ اللّٰہِ النَّفْعُ اَوِالنَّصْرُ عَلٰی یَدِہٖ قَدْ یَکُوْنُ وَاجِبًا لِاَنَّہٗ مِنَ التَّمَسُّکِ بِالْاَسْبَابِ وَلَا یُنْکِرُ الْاَسْبَابَ اِلَّا جُحُوْدًا اَوْ جَھُوْلًا۔

"یعنی یہاں لاتدع کے معنی ہیں نہ پوجو لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔ خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعے سے نفع نقصان دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔"

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) غیر خدا سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہوتا ہے (۲) اس طلب کا انکار خارجی کرتے ہیں (۳) لاتدع میں پوجنے کی نفی ہے نہ کہ پکارنے کی یا مدد مانگنے کی۔

اعتراض نمبر 10

بزرگان دین کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں چل پھر نہیں سکتے اور بعد وفات بالکل بے دست و پا ہیں پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں سے مدد لینے کیطرف لغو ہے۔ اس کی برائی رب تعالیٰ نے بیان کی کہ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ (پارہ ۱۷ سورۃ ۲۲ آیت ۷۳) یہ اولیاء اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ ہماری کیا مدد کریں گے۔

جواب

یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پر اس لیے طاری ہوتی ہیں کہ اس کا تعلق روح سے کمزور ہو گیا روح میں کوئی کمزوری نہیں۔ بلکہ بعد موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتی ہے اور قدموں کی آواز سنتی ہے خصوصاً ارواح الانبیاء رب تعالیٰ نے فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی (پارہ ۳۰ سورۃ ۹۳ آیت ۴) ہر پچھلی گھڑی گذشتہ گھڑی سے آپ کے لیے بہتر ہے اور استمداد ولی کی روح سے ہے۔ نہ جسم عنصری سے کفار جن سے مدد مانگتے ہیں وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں۔ نیز وہ پتھروں کو اپنا مددگار جانتے ہیں جن میں روح بالکل نہیں۔

تفسیر روح البیان یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا (پارہ ۱۰ سورۃ ۹ آیت ۳۷) کی تفسیر ہے کہ حضرت خالد و عمر رضی اللہ عنہما نے زہر پیا حضور علیہ السلام نے خیبر میں زہر کھایا۔ مگر بوقت وفات اثر ظاہر ہوا کہ انہوں نے مقام حقیقت میں رہ کر زہر پیا تھا۔ اور زہر کا اثر حقیقت پر نہیں ہوتا۔ بوقت وفات بشریت کا ظہور تھا کہ موت بشریت پر طاری ہوتی ہے۔ لہٰذا اب اثر ظاہر ہوا۔ ان حضرات کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے۔ مگر اس کی جانب توجہ نہیں خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رہے رب نے دور نہ کیے تو کیا خدا کمزور ہے اپنے گھر سے نجاست دور نہ کر سکا۔؟ رب سمجھ دے۔

اعتراض نمبر 11

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ (پارہ ۱۷ سورۃ ۲۲ آیت ۷۳)

جواب

ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی۔ مگر طاقت کا استعمال نہ کیا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء فرعون کو بھی کھا سکتا تھا۔ مگر وہاں استعمال نہ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضاء الٰہی تھے۔ دیکھو رمضان میں ہمارے پاس پانی ہوتا ہے۔ مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کے لیے پڑھنا بے دینی ہے۔ یہ بتوں کے لیے ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔

بحث بدعت کے معنی اور اس کے اقسام و احکام

اس میں دو باب ہیں۔ پہلا باب بدعت کے معنی اور اس کے اقسام و احکام میں دوسرا باب اس پر اعتراضات و جوابات ہیں۔